Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

عصر حاضر میں کفاءت کا تصور

The Concept of Austerity in Modern Times

Omaima Siddiqui
MPhil Scholar, Islamic Research Centre, Bahauddin Zakariya University, Multan

Published:
September 30, 2023

Abstract

Kafa'at, with its literal translation as 'equality,' is a significant concept in Islamic matrimonial practices. In essence, it pertains to the requirement that, during the contract of Nikah (marriage), a man should possess equal or superior attributes compared to his prospective spouse. The Islamic concept of kafa'at is related to men. The interpretation of Kafa'at, however, is not uniform among Islamic jurists; while some consider it a crucial condition for Nikah, others do not. But there are some differences of opinion among jurists in this regard. This study delves into the varying viewpoints of different jurists, shedding light on the reasons behind their differences of opinion and the implications of these perspectives in the contemporary era. Moreover, this study seeks to offer an extensive examination of the historical and theological backgrounds that have influenced the wide array of interpretations surrounding Kafa'at. By examining the evolution of thought on this

CC BY

concept, we can gain a deeper understanding of the cultural and social factors that influence its application in today's society.

Keywords: *Kafa'at, Nikah,* Juristic Opinion, Sharīʻat

تمہید

نکاح کو چونکہ اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اسی وجہ سے اس کے لیے کچھ ایسی تدابیر اختیار کی گئی ہیں کہ میاں اور بیوی کا رشتہ مضبوط اور دائمی ہو سکے۔ میاں اور بیوی کے درمیان کفاءت یعنی برابری کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اگر ایک لڑکا اور لڑکی کے درمیان ذہنی اور اخلاقی ہم آہنگی پائی جائے تو تعلقات میں پختگی آتی ہے نسبت ان لوگوں کے جن کے خاندانوں میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ عرف کے لحاظ سے یا ذہنی اور اخلاقی لحاظ سے ان میں پائیداری کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ خاندانوں میں بہت زیادہ فرق کی وجہ سے اور مزاج نہ ملنے کی وجہ سے اکثر اوقات گھروں میں جھگڑے رہتے ہیں اسی لیے نکاح کے بارے میں کفاءت کا لحاظ رکھا گیا ہے ورنہ تو اسلام کی نظر میں سارے مسلمان برابر ہیں لیکن کوئی ایسا انسان جس کا ایمان زیادہ پختہ ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر زیادہ پابندی سے عمل کرتا ہو گا تو وہ باقی مسلمانوں سے افضل شمار ہو گا۔ جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو اس میں نہ صرف دو خاندان آپس میں جڑتے ہیں بلکہ ان میاں بیوی کی آنے والی نسل بھی انہی سے وابستہ ہوتی ہے تو رشتے میں دوام پیدا کرنے کے لیے کفاءت کا خیال کیا گیا ہے۔ نکاح کو اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اسی کے ذریعے سے ہی نسل پروان چڑھتی ہے۔ یہ ایک معاہدہ ہے جو کہ ایک لڑکا اور لڑکی کے درمیان ہوتا ہے۔ اسی معاہدہ کے ساتھ ہی ان دونوں کے خاندان کے تعلقات آپس میں قائم ہوتے ہیں اور اگر ان کے درمیان ذہنی اور اخلاقی ہم آہنگی پائی جائے تو تعلقات میں پختگی آتی ہے اور رشتوں میں زیادہ پائیداری ہوتی ہے۔

کفو کے لغوی معنی

کفو کا لفظ کفاءۃ سے ہے اور یہ مصدر ہے اس کے معنی برابری کے ہیں یہ لفظ قرآن مجید میں بھی آیا ہے اور برابری کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.[1] ”اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم سر نہیں“۔

کفو کا لفظ چونکہ کفاء سے ہے اور اس کے معنی لیے جاتے ہیں ایک جیسا ہونا۔ یعنی کسی کے برابر کا ہونا۔ نکاح میں یہ لفظ لیا جاتا ہے کہ کوئی آدمی معاشی، معاشرتی اور تمدنی لحاظ سے عورت کے برابر ہو۔ جس عورت سے نکاح کیا جا رہا

CC BY

ہو مرد یا تو اس کے برابر ہو یا پھر وہ خوبیوں میں اس سے زیادہ ہو مگر کم نہ ہو۔ کیونکہ اس معاملے میں عورت کو عار دلائی جاتی ہے۔ مرد کو نہیں دلائی جاتی مزید یہ کہ عورت نکاح کے بعد مرد کے گھر آجاتی ہے۔ لغت کے لحاظ سے بھی یہ لفظ برابری کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ابن منظور لکھتے ہیں:

"الكفو النظير و المساوى و منه الكفاءة فى النكاح وهوان يكون الزوج مساويا للمراة فى حسبها ودينها و نسبها و بيتها وغير ذالك"۔[2]

"کفو کا معنی نظیر اور ہمسری ہے اور نکاح میں کفاءت کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ خاوند خاندان، دین، نسب اور گھر وغیرہ میں عورت کے برابر ہو"۔

کفو سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو کسی اعتبار سے دوسرے شخص کے برابر ہو۔

اصطلاحی معنی

فقہاء کے ہاں کفو ایک خاص قسم کی اصطلاح ہے:

"المماثلة بين الزوجين دفعاً للعارفى امور مخصوصه"۔[3]

" یعنی کہ کچھ مخصوص امور میں زوجین کے درمیان برابری کا ہونا کفاءت ہے۔"

مرد چند مخصوص صفات میں عورت کے برابر ہو یا پھر اس سے اعلیٰ ہو۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لڑکی کو یا اس کے خاندان والوں کو اس رشتہ کی وجہ سے کسی قسم کی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے کیونکہ اس وجہ سے تعلق میں ناپائیداری آتی ہے۔ اسلام میں چونکہ خاندانی نظام کو بہت زیادہ اہمیت ہے تو اس لیے میاں اور بیوی کے رشتے کو پائیدار بنانے کے لیے آپس میں برابری کو اہمیت دی گئی ہے۔[4]

فقہی مذاہب کے تناظر میں

احناف

احناف کے نزدیک بھی کفاءت کا تعلق شرط لزوم سے ہے لیکن بعد کے حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ کفاءت کا تعلق بعض صورتوں میں شرائط نفاذ اور بعض صورتوں میں شرائط صحت کے ساتھ ہے جبکہ کچھ صورتوں میں اس کا تعلق

CC BY

شرط لزوم کے ساتھ ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بالغ لڑکی اپنا نکاح اگر غیر کفو میں کردے اور وہ اپنے ولی سے اجازت بھی نہ لے یا اگر لے تو وہ راضی نہ ہو تو اس صورت میں اس لڑکی کا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگا۔

اگر ایک عورت بیوہ ہو اور اسے کوئی آدمی نکاح کی پیشکش کرے اس نکاح پر اگر اس عورت کا ولی راضی نہ ہو اور وہ خود راضی ہو تو اسے اپنا معاملہ قاضی کے پاس لے جانا چاہیے۔ نکاح کی پیشکش کرنے والا شخص اگر رتبہ یعنی کہ نسب وغیرہ میں عورت کا کفو نہ ہو اور دینداری میں عورت کا کفو ہو تو اس صورت میں قاضی کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ لڑکی کا نکاح کروادے کیونکہ لڑکی اس نکاح پر راضی ہے اور اس کا ولی راضی نہیں ہے اس میں لڑکی کی رضامندی کو دیکھتے ہوئے اس کے ولی کی رضامندی کو نظرانداز کردیا جائے گا۔[5]

شوافع

شوافع کی رائے کے مطابق یہ ہے کہ اگر ایک لڑکی کی رضامندی سے اس کا ولی اس کی شادی کروادے تو دور کے اولیاء کے پاس یہ اختیار نہیں ہوگا اور وہ اس شادی پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کرسکیں گے۔ لیکن اگر سارے اولیاء برابر کے رشتے دار ہوں یعنی کہ وہ سب آپس میں بھائی ہوں تو ان سب کی رضامندی ضروری ہے یعنی کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کچھ اولیاء اپنی رضامندی سے اپنی زیر پرست لڑکی کا نکاح کروادیں اور دوسرے اولیا اس نکاح پر راضی نہ ہوں تو ایسا نکاح درست نہیں مانا جائے گا کیونکہ تمام اولیا کی رضامندی اس صورت میں ضروری ہے۔[6]

حنابلہ

حنابلہ کی رائے میں مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں ایک قول یہ ہے کہ ایک عرب عورت کے ساتھ ایک غلام نکاح نہیں کرسکتا اگر وہ نکاح کرلے تو اس کا نکاح ختم کروادیا جائے گا اسی طرح ایک قول یہ ہے کہ اگر ایک آدمی شرابی ہو تو وہ عورت کا کفو نہیں ہے لیکن وہ شرابی آدمی عورت سے اگر نکاح کرلے تو اس کا نکاح ختم کروادیا جائے گا۔ وہ اس بات سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس بارے میں کہا کرتے تھے جو شریف عورتیں ہیں ان کا نکاح میں چاہتا ہوں کہ کفو میں ہو اور جو کفو میں نہ کرے میں اسے روکوں گا۔ فقہ حنبلی کے مطابق یہ ہے کہ تمام اولیاء برابر کا حق رکھتے ہیں پھر چاہے کوئی ولی قریب ہو اور چاہے کوئی دور کا ولی ہو سب برابر حق رکھتے ہیں سب کی رضامندی ضروری ہے اگر قریب کا ولی راضی ہو اور دور کا ولی راضی نہ ہو اور وہ نکاح ختم کروانا چاہے تو کرواسکتا ہے۔ جبکہ فقہ شافعی اور فقہ مالکی کے نزدیک یہ ہے کہ جب قریب کا ولی راضی ہو تو دور کے ولی کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن فقہ حنبلی کے مطابق تمام اولیاء کی رضامندی ضروری ہے۔[7]

OPEN ACCESS

CC BY

فقہاءاحناف کہتے ہیں کہ کفو سے مراد یہ ہے کہ چند خاص امور میں مرد عورت کے برابر ہو۔ان امور کی تعداد چھ ہے اسلام،خاندان،پیشہ، حریت، دین،اورمال۔فقہاءے مالکیہ کہتے ہیں کہ کفاءت کا اعتبار دو چیزوں میں ضروری ہوتا ہے دین داری اور مرد میں ایسا کوئی عیب موجود نہ ہو جس کی وجہ سے عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔شافعیہ کے ہاں کفاءت چار چیزوں میں دیکھی جاتی ہے۔دین داری، نسب، پیشہ اور آزادی ان امور میں مرد کو عورت کے برابر ہونا چاہیے۔حنابلہ کے نزدیک کفو پانچ باتوں میں برابر ہونے کو کہتے ہیں۔دین داری،مال،پیشہ ،خاندان اور آزادی ان میں میاں بیوی ایک دوسرے کے برابر ہوں۔[8]

عصر حاضر میں مسئلہ کفاءت پر اعتراضات

یہ قول جمہور فقہاء کا ہے کہ اگر کوئی لڑکی اپنا نکاح اپنی مرضی سے کسی ایسے لڑکے سے کرلے جو اس کے برابر نہ ہو مطلب کہ اس کا کفو نہ ہو تو اس لڑکی کا نکاح درست تو ہو جائے گا مگر اس لڑکی کے اولیاء کو یہ حق حاصل ہو گا کہ اگر وہ چاہیں تو اس کے نکاح کو برقرار رہنے دیں یا چاہیں تو اس کے نکاح کو ختم کروادیں۔[9]

امام کرخی، جصاص اور حسن بصری کہتے ہیں کہ کفاءت کا نکاح میں کوئی اعتبار ہی نہیں ہے۔یہ نکاح کرنے کے لیے سرے سے شرط ہی نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں کہ صرف محرم کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ کوئی بھی مسلمان ہو اس کے ساتھ نکاح جائز ہے چاہے وہ لڑکی کے برابر کا ہو یا نہ ہو۔[10]

اس کے دلائل ذیل میں بیان کیے گئے ہیں:

حضرت محمد ﷺ نے اپنی چار بیٹیوں کے نکاح کروائے۔آپ ؐ کی ذات کے برابر یا آپ ﷺ کے خاندان کے برابر کوئی بھی آدمی یا کوئی بھی خاندان نہ تھا۔اگر کفاءت نکاح کرنے کے لیے ضروری شرط ہوتی تو پھر آپ ﷺ کی کسی بھی بیٹی کی شادی نہ ہو سکتی تھی۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ"۔[11]

''تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔

مومنین آپس میں بھائی ہیں یعنی کہ ایک انسان اگر مسلمان ہو جائے تو پھر چاہے وہ کسی کنبے اور قبیلے کا ہو وہ مسلمان کہلایا جائے گا۔اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے لیے بھائی کا درجہ رکھتے ہیں۔ پھر ان کے ایک دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں۔ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر ظلم کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY

ایک دوسری جگہ پر ہے کہ محرم عورتوں کے علاوہ باقی تمام عورتیں ایک مرد کے لیے حلال ہیں یعنی کہ یہ شرط نہیں ہے کہ اسی انسان کے اپنے کنبے، قبیلے یا برادری کی ہو وہ عورت جس سے وہ شادی کرے۔

ارشاد ربانی ہے:

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ"۔ [12]

"عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں تم ان سے نکاح کرلو"۔

عورتوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جو محرم نہ ہوں ان کے علاوہ جو عورتیں مردوں کو پسند آئیں وہ ان سے نکاح کرسکتے ہیں ایک مرد ایک وقت میں ایک سے زائد بیویاں بھی رکھ سکتا ہے۔اور زیادہ بیویوں کی حد چار مقرر کی گئی ہے کوئی بھی مرد چار سے زائد شادیاں نہیں کر سکتا اور چار شادیاں کرنے کی اجازت بھی ان کو دی گئی ہے جو چار کا بوجھ اٹھا سکیں یعنی کہ ان میں عدل کر سکیں اور ان کے نان ونفقہ کا خرچہ برداشت کر سکیں۔

بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اگر نکاح میں کفاءت ضروری ہوتی تو آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کا نکاح نہ کر سکتے کیونکہ آپ ﷺ کے برابر کا انسان تو اس دنیا میں موجود نہیں ہے اس کے علاوہ آپ ﷺ نے غلاموں کا نکاح یعنی جو آزاد کردہ غلام تھے ان کا انصار کی عورتوں سے کروایا اگر نکاح میں کفاءت ضروری ہوتی تو آپ ﷺ کبھی ایسا نہ کرتے ۔اس کے دلائل میں فقہاء نے آیات اور احادیث بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے انسان بھی بنائے ہیں وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔کوئی بھی انسان کم تر یا افضل نہیں ہے البتہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر زیادہ عمل کرتے ہیں وہ عام لوگوں کی نسبت افضل ہو جاتے ہیں۔ارشاد الٰہی ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ"۔ [13]

"اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے اس لیے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"۔

CC BY

یہ بات بالکل واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمجھا دی ہے کہ میں نے تمہارے قبیلے اور تمہاری ذاتیں صرف اس لیے بنائی ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ ورنہ سب کے سب انسان ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ سے پیدا کئے گئے ہیں یعنی انسان حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ معزز تو تمہارے میں سے میرے نزدیک وہ شخص ہے جو کہ تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

انسانوں میں مساوات کے بارے میں قرآن مجید کی بہت سی آیات اور احادیث نبوی ﷺ میں بیان ہوا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں انہیں ایک ہی طرح پیدا کیا گیا ہے سب کو پانی سے پیدا کیا گیا جیسا کہ قرآن مجید کی ایک آیت میں اس بات کا ذکر ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا"۔[14]

”وہ جس نے انسانوں کو پانی سے پیدا کیا پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتوں والا کر دیا۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار (ہر چیز پر) قادر ہے“ ۔

اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ تمام انسانوں کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے یعنی کہ کوئی انسان برتر یا کم تر نہیں ہے۔ مساوات کے بارے میں یہاں بیان ہوا ہے کوئی بھی انسان چاہے دنیا کے کسی بھی قبیلے یا خاندان سے ہو وہ ایک ہی طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک آدمی کی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید کی بہت سی آیات میں ذکر ہوا ہے کسی میں ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے کسی میں سے ہے کہ پانی سے پیدا کیا گیا دراصل یہ انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل ہیں ایسا نہیں ہے کہ انسانوں کو پانی اور کچھ کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

جیسا کہ میں جگہ جگہ بتایا گیا ہے کہ سارے انسان برابر ہیں۔ ایسے ہی متعدد جگہ احادیث میں بھی یہ آیا ہے کہ سب کے سب انسان ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ اور اسی لحاظ سے ایک آدمی جس عورت سے بھی چاہے شادی کر سکتا ہے لیکن وہ اس کی محرم نہ ہو اگر محرم ہو تو پھر نکاح نہیں ہو سکتا۔ کفاءت کا لحاظ نکاح کے لیے بھی نہیں رکھا گیا جیسے دیگر امور کے لیے نہیں رکھا گیا۔ اس حوالے سے ایک حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے:

"حدثنا علی بن حجر ا خبرنا عبداللہ بن جعفر حدثنا عبداللہ بن دینار عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ خطب الناس یوم الفتح مکة فقال یا یھا الناس ان اللہ قدا ذھب عنکم عبیة الجاھلیة وتعاظمھا بابا ئھا فاالناس

OPEN ACCESS
CC BY

رجلان برتقی کریم علی اللہ وفاجر شقی هین علی اللہ والناس بنو آدم و خلق اللہ آدم من تراب"۔[15]

"عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا: لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا فخر و غرور اور خاندانی تکبر ختم کر دیا ہے اب لوگ صرف دو طرح کے ہیں اللہ کی نظر میں نیک متقی، کریم و شریف اور دوسرا فاجر بد بخت، اللہ کی نظر میں ذلیل و کمزور، لوگ سب کے سب آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ہے"۔

اس حدیث سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اسلام لانے کے بعد تمام کے تمام انسان برابر ہو جاتے ہیں وہ صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ ان کی پہچان اور عزت و قار کا معیار صرف دین اسلام ہے۔ مسلمان ہو جانے کے بعد نسلی تفاخر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت کی بات ہے کہ لوگ اپنی نسلوں پر اور کنبوں اور قبیلوں پر فخر محسوس کرتے تھے۔

مسئلہ کفاءت پر اعتراضات کا جواب

فقہائے جمہور ان لوگوں کو جو کفاءت کو نکاح کے لیے شرط نہیں مانتے اس انداز سے جواب دیتے ہیں کہ حضرت بریرہؓ نے ایک غلام کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کیا تھا جب وہ آزاد ہو گئیں تھیں کیونکہ وہ آزاد ہونے کے بعد ان کو اپنا کفو نہیں مانتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے نکاح کو باقی نہیں رکھا۔ فقہائے جمہور کہتے ہیں کہ یہ بات مسلم ہے یعنی بلاشبہ یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے مگر یہ بھی بات حقیقت ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے سے مختلف بنایا ہے اس کے اندر جو خصوصیات ہیں وہ تمام دوسرے انسانوں سے مختلف ہیں وہ اس بات کو بھی قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں۔[16]

تمام انسانوں کی جسمانی صلاحیتیں بھی ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ بلکل اسی طرح رب العالمین نے ہر ایک انسان کو دوسرے انسان سے روزی کے لحاظ سے بھی مختلف بنایا ہے۔ کسی کے پاس بہت زیادہ دولت ہوتی ہے تو کسی کے پاس بہت ہی کم دولت ہوتی ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ کہ بہت امیروں میں شمار ہوتے ہیں اور نہ ہی بہت زیادہ غریبوں میں ہوتے ہیں بلکہ درمیانے ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ"۔[17]

CC BY

"اللہ تعالیٰ نے تم میں سے رزق میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔

اس سے انسانوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کی گئی ہے کہ رزق میں بھی رب العزت نے سب کو ایک ہی طرح کا نہیں بنایا۔اور یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے یعنی کسی کو رزق میں فراخی دی ہے اور کسی کو تنگی دی ہے جن کو فراخی دی گئی ہے ان کو تنگی والوں پر فضیلت دی گئی ہے اور یہ تقسیم ایسے ہی نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز میں حکمت ہوتی ہے وہ کسی کو فضیلت یعنی فراخی دے کر آزماتا ہے تو کسی کو تنگی دے کر آزماتا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے روزی میں کسی انسان کو کسی انسان پر برتری دی ہے بلکل اسی طرح اہل علم کا درجہ بھی جاہل کے برابر نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے علم کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو فرشتوں پر فضیلت دی۔ایک عالم انسان کو جاہل انسان فضیلت دی گئی ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ"۔[18]

"آپ ﷺ کہہ دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"۔

اس آیت کریمہ میں یہ واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اہل علم کی فضیلت ہے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اس کی صفات کے بارے میں بھی جانتے ہیں وہ اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ جنت اور دوزخ ہیں پھر وہ ایسے کام کرتے ہیں جو جنت میں لے جانے والے ہیں یقیناً جو لوگ دوزخ کے بارے میں علم رکھتے ہیں وہ اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اگر غلطی ہو بھی جائے چاہے دانستہ یا پھر غیر دانستہ طور پر تو وہ عذاب سے ڈرتے ہیں۔

انسان کو علم کے لحاظ سے فرشتوں پر برتری دی گئی ہے اور ایک عالم انسان کو دوسرے جاہل انسان پر فضیلت حاصل ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کو بعض انسانوں پر مختلف لحاظ سے برتری دی ہے یہ اس کی تقسیم ہے کسی انسان کو جسمانی لحاظ سے فضیلت دی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ"۔[19]

"اللہ تعالیٰ نے اسے علم اور جسم میں وسعت دی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے جسم کے لحاظ سے بھی کسی کو فضیلت دی ہے۔طالوت کو بادشاہت دینے کی وجہ اللہ رب العزت نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ علم میں بھی سب سے زیادہ ہے یعنی وہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے اور جسمانی لحاظ سے بھی وہ مضبوط اور طاقت ور ہے اگر کوئی انسان جسمانی لحاظ سے طاقتور ہو تو اس کا دنیا میں بہت فائدہ ہوتا ہے

OPEN ACCESS

CC BY

وہ آدمی جنگ میں معاون ثابت ہوتا ہے اور دشمنوں پر اس کا رعب بھی ہوتا ہے جیسے کہ طالوت کے بارے میں ہے کہ وہ اتنا جیسم تھا کہ اس کے دشمن اس سے ڈرتے۔

قرآن مجید کی آیات کے ساتھ احادیث میں بھی اس کی دلیل ملتی ہے کہ عورت کو جب کفو مل جائے تو اس کا نکاح کر دینا چاہیے یعنی کہ کفاءت کا ذکر احادیث میں بھی آیا ہے اور جمہور فقہاء نے اپنے دلائل میں اس کو بیان کیا ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ اس کا تعلق شرائط لزوم کے ساتھ ہے اس کا تعلق شرائط صحت کے ساتھ نہیں ہے:

"حدثنا قتيبة قال حدثنا عبدالله بن وهب عن سعيد بن عبدالله الجهنى عن محمد بن عمر بن على بن ابى طالب عن ابيه عن على بن ابى طالب ان النبى ﷺ قال له يا على ثلاث لا تو خر ها الصلاة اذا انت ولجنازة اذا حضرت ولا يم اذا وجدت لها كفئاً "۔[20]

" حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ان سے فرمایا علی تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔ صلاۃ کو جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کو جب وہ آجائے اور نکاح کو عورت کے جب تمھیں اس کی برابری کا رشتہ مل جائے"۔

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی کے کاموں میں جلدی کرنی چاہیے اور یہ بھی کہ عورت کا نکاح کفو میں کرنا چاہیے یعنی کہ اگر عورت کا کفو مل جائے تو اس کے نکاح میں دیر نہ کی جائے جیسے ہی اس کے برابر کا شخص مل جائے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اگر ایسا نہ کیا تو فتنہ و فساد کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے ان احکامات میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کفاءت کے بارے میں صرف عورت کا لحاظ رکھا جاتا ہے یعنی مرد کو عورت کے برابر ہونا چاہیے اور عورت چاہے مرد کے برابر نہ ہو اس سے فرق نہیں پڑتا عورت خود اگر غیر کفو میں شادی کر لے تو اس کے گھر والوں کو اعتراض کا حق بھی حاصل ہو گا اور اس کا نکاح ختم کرنے کا اختیار بھی ان کے پاس ہو گا اسی طرح اگر اس کے گھر والے اپنی رضامندی سے ان کا نکاح غیر کفو میں کر دیں تو عورت کو بھی یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اپنا نکاح خود ختم کر سکتی ہے ۔اس حوالے سے ایک حدیث بیان ہوئی ہے کہ عورت خود بھی نکاح ختم کر سکتی ہے:

"اوقال اعطى الثمن قال فاشتر تها فا عتقتها قال و خيرت فاختا رت نفسها وقالت لو اعطيت كذاوكذا ماكنت معه"۔[21]

CC BY

"حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ میں نے بریرہؓ کو خریدا اور آزاد کر دیا اور میں نے بریرہؓ کو اختیار دیا کہ تو انہوں نے شوہر سے علیحدگی کو پسند کیا اور کہا کہ مجھے اتنا اتنا مال بھی دیا جائے تو میں پہلے شوہر کے ساتھ نہیں رہوں گی"۔

حضرت بریرہؓ ایک لونڈی تھیں اور ان کا نکاح ایک غلام سے ہوا تھا پھر وہ آزاد ہو نا چاہتی تھیں تو ان کو حضرت عائشہؓ نے اختیار دیا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ نکاح کو باقی رکھیں یا آپ چاہیں تو ختم کر دیں لیکن انہوں نے نکاح کو باقی نہیں رکھا بلکہ ختم کر دیا کیونکہ وہ آدمی غلام تھے وہ ان کے اب کفو نہیں رہے تھے۔

اس میں راجح قول جمہور کا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکا لڑکی کا کفو نہ ہو تو نکاح ہو جائے گا یعنی درست ہو گا مگر لڑکی کے اولیاء کو اختیار حاصل ہو گا کہ اگر وہ چاہیں تو اس نکاح کو باقی رہنے دیں یا وہ چاہیں تو اس کو ختم کروا دیں۔ بلا شبہ تمام انسان برابر ہیں لیکن نکاح کا معاملہ ایک نازک معاملہ ہے اس میں عورت کی پسند اور رضامندی بھی ضروری ہے اور گھر والوں کی رضامندی بھی ضروری ہے جیسا کہ حضرت بریرہؓ جب آزاد ہو گئیں تو انہوں نے اپنے پہلے والے نکاح کو برقرار نہ رکھا کیونکہ اس میں کفاءت نہیں تھی ان کا پہلا نکاح ایک غلام سے ہوا تھا اور وہ بھی لونڈی تھیں مگر آزاد ہو جانے کے بعد انہوں نے اپنا نکاح ختم کر دیا۔

عورتوں کی معاشی خود مختاری اور کفاءت کا تصور

اسلام سے پہلے کے دور میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ عورت کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا بلکہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ عورت جس روپ میں بھی ہوتی تھی وہ اس کی تذلیل کرتے تھے یعنی کہ اگر وہ بیٹی ہوتی تب بھی اس کی کوئی عزت نہ کرتے تھے اگر وہ بیوی ہوتی تب بھی اس کی کوئی عزت نہ کرتے تھے اس کو ہر لحاظ سے کم تر سمجھتے تھے۔ عورت کو انسان ہی نہیں سمجھتے تھے جیسے وہ چاہتے اس کے ساتھ ویسا سلوک کرتے اور ان کو کوئی روکنے والا اور پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا تھا۔ عورت کو ہر لحاظ سے معاشرے میں کم تر سمجھا جاتا تھا۔ عزت کا حق دار صرف اور صرف مرد کو قرار دیا جاتا تھا[22]

معاشرے میں عورت کو اس قدر برا سمجھا جاتا تھا کہ لوگ تمام تر بری چیزیں اسی کی طرف منسوب کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ عورت شروع سے گناہ گار ہے آدمؑ کو جب جنت میں شیطان نے غلط راستے پر چلنے کا مشورہ دیا تھا تو وہ نہیں مانے تھے لیکن عورت اس کی باتوں میں آگئی تھی اور اس نے گناہ کر لیا تھا اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر کوئی انسان آگ کی وجہ سے جل جائے یا پھر اس کو کوئی بہت زہریلا سانپ ڈس لے تو اس کا علاج ہو جائے گا مگر کسی

OPEN ACCESS

عورت کے شر سے بچ جانا ناممکن بات ہے۔ عورت سے وہ تمام کام کاج بھی کرواتے تھے اور عزت بھی نہیں کرتے تھے اس کو ایک غلام کی طرح سمجھتے تھے۔[23]

جب دنیا میں اسلام کا سورج طلوع ہوا تو ظلمت کے اندھیرے ختم ہو گئے۔ جن لوگوں پر ظلم ہوتے تھے ان لوگوں کے بھی حقوق اسلام نے مقرر کر دیئے۔ عورت کو اسلامی معاشرہ میں تحفظ دیا گیا اور اس کو عزت دی گئی۔ عورت کو اتنی عزت کسی دوسرے مذہب نے نہیں دی جتنی کہ مذہب اسلام نے دی ہے۔ اس کو ہر لحاظ سے اونچا مقام دیا گیا اور اسے مردوں کے برابر درجہ دیا گیا۔ حقوق انسانیت میں عورت کو مرد کے برابر قرار دیا ہے ایک عورت کے ذریعے ہی معاشرہ وجود میں آتا ہے وہی تربیت کرنے والی ہوتی ہے۔ اگر وہ اچھی تربیت کرے تو اس سے ایک اچھا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کی عزت اور جان محفوظ نہیں تھی اسلام نے عورت کو تحفظ فراہم کیا اور اس کی عزت اور جان دونوں محفوظ ہو گئے۔[24]

عورت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے اچھے طریقے سے پیش آؤ۔ اس کا خیال کرو اور اس سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ عورتوں کو اتنا بلند مقام اسلام میں دیا گیا اور اس کو اتنی عزت دی گئی کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی ایک پوری سورۃ نازل ہوئی جس کا نام النساء ہے اس میں عورتوں سے متعلق احکامات کا ذکر ہے۔ اس سورۃ کے علاوہ دیگر سورتوں میں بھی عورت کے حقوق کا ذکر آیا ہے۔ ارشاد ربّانی ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ "-[25]

ترجمہ: ''اور عورتوں کے لیے بلکل ویسے حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں''۔

درج بالا آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں یعنی کہ ایسا نہیں ہے کہ صرف مردوں کے حقوق ہیں اور عورتوں کے نہیں ہیں بلکہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر کیے گئے ہیں۔ مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس کے ساتھ اچھائی والا معاملہ کر کے وہ اس کے ساتھ نرمی والا برتاؤ کرے۔

معاشی خود مختاری

ایک مسلمان عورت کو معاشی لحاظ سے خود مختاری حاصل ہے یہ خود مختاری خود اس کو اسلام نے دی ہے۔ اسلام سے پہلے عورت کو معاشی خود مختاری حاصل نہیں تھی۔ اس کو وراثت میں سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ وارثت میں سے حصہ صرف مردوں کو ملتا تھا۔ اسلام آیا تو اس نے عورت کو وراثت کا حقدار بھی بنایا اور اس کے علاوہ اسلام

CC BY

نے عورت کو جائیداد رکھنے کی اجازت بھی دی ہے۔ اسلامی معاشرے میں عورت کو ایک الگ اور نمایاں مقام دیا گیا۔ یہی مذہب ہے جس نے عورت کو بہت آزادی دی اس سے پہلے کسی بھی معاشرے میں عورت کو اتنی آزادی اور خود مختاری نہیں دی گئی۔ عورت کو اتنی خود مختاری دی گئی ہے کہ وہ زراعت اور تجارت بھی کر سکتی ہے اس کے لیے یہ کام منع نہیں کئے گئے۔[26]

عورت کی اسلام میں اتنی قدر کی گئی ہے کہ اس کے اوپر معاش کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی یعنی اس کے ذمہ یہ نہیں ہے کہ وہ اپنا یا اپنے بچوں کا خرچہ کرے یہ ساری ذمہ داری مرد پر عائد کی گئی ہے اس کے باوجود اگر وہ اپنا کام کرنا چاہے تو وہ کر سکتی ہے اسے آزادی ہے۔ یعنی کہ عورت پر کمانا فرض نہیں کیا گیا اسے اختیار حاصل ہے لیکن مرد پر کمانا واجب ہے اور خرچ کرنا بھی واجب ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایک عورت کو وراثت کا حق بھی حاصل نہیں تھا یہ حق عورت کو صرف اسلام نے دیا ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں بھی عورتیں معاش میں اپنا کردار ادا کرتی تھیں۔[27]

عورت کی تعلیم

تعلیم حاصل کرنے کو اسلام نے ہر انسان کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ اس لیے یہ تمام انسان یعنی ہر مرد اور عورت کے لیے فرض ہے اگر ایک مرد تعلیم یافتہ ہو گا یعنی کہ اس کو اچھائی اور برائی کا علم ہو گا تو اس وقت ہی وہ اچھے کام کر سکے گا اور برائی سے خود کو دور رکھ سکے گا جب ایک انسان کو معلوم ہی نہ ہو کہ اچھائی کیا ہے اور برائی کیا ہے تو وہ کس طرح اچھے کام کر سکے گا۔ اگر وہ کوئی اچھا کام کرے گا تو اسے معلوم ہی نہیں ہو گا کہ اس نے اچھا کام کیا ہے اور اگر برا کام کیا ہو گا تب بھی وہ لا علم ہو گا۔ دین سے انسان اس صورت میں فائدہ حاصل کر سکتا ہے جب اس نے تعلیم حاصل کی ہوئی ہو۔ اس لیے یہ مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔ حضور ﷺ نے خصوصی طور پر عورتوں کی تعلیم پر توجہ دی۔[28]

> ان رسول الله ﷺ خرج و معه بلال فظن انه لم يسمع فوعظهن وامرهن بالصدقة فجعلت المراة تلقى القرط و الخاتم ، و بلال ياخذ فى طرف ثوبه۔[29]

OPEN ACCESS

CC BY

"کہ نبی ﷺ نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلالؓ تھے آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو نہیں سنائی دیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں الگ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا پس کوئی عورت بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلالؓ اپنے کپڑے کے دامن میں لینے لگے۔"

یہ بات ثات ہوتی ہے کہ آپ ﷺ عورتوں کو الگ تعلیم بھی دیتے تھے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی خطبہ سننے میں شرکت کرتی تھیں۔ یعنی کہ آپ ﷺ کے دور میں عورتوں کو آزادی دی گئی اور ان کو مردوں کی طرح اہمیت دی گئی ورنہ پہلے عورت کو کم تر سمجھا جاتا تھا۔ عورتیں مردوں کے ساتھ دینی مجالس میں شرکت کرتی تھیں مگر عورتوں کے لیے پردہ ہوتا تھا۔ عورتیں مساجد میں بھی جاتی تھیں اور ان کو منع نہیں کیا جاتا تھا پردے کے اندر رہ کر عورتیں سب کام کرتی تھیں۔ تعلیم بھی پردہ کے ساتھ حاصل کرتی تھیں۔[30]

خلاصہ

اسلام انسانوں کو عام طور پر مساوات کا درس دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بنیادی حقوق میں تمام انسان برابر ہیں۔ پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا پھر کسی بھی رنگ اور نسل سے تعلق رکھنے والا انسان ہو سب برابر ہیں۔ مگر جب نکاح کی بات آتی ہے تو اس میں اگر ایک لڑکا خصوصیات میں لڑکی کے برابر یا اس سے اعلیٰ ہونا چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سوچ اور ان کا مزاج آپس میں ملتا ہے اور اس سے گھروں میں لڑائی جھگڑے کم ہوتے ہیں۔ اس سے رشتہ مضبوط اور دائمی ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ فقہا نے اس وجہ سے کفات کو نکاح میں لازمی قرار دیا ہے چونکہ یہ بہت حساس رشتہ ہوتا ہے اور خاندان کی بنیاد اسی رشتے سے قائم ہوتی ہے۔ اگر میاں اور بیوی کا آپس میں تعلق درست ہو گا تو بہتر خاندان اور بہتر معاشرہ وجود میں آسکے گا۔ میاں اور بیوی کا رشتہ اگر مضبوط نہ ہو تو اس سے پورے خاندان پر برا اثر پڑتا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1 القرآن، الاخلاص، ۱۱۲: ۴

2 ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دارالفکر، لبنان، ۱۴۱۰ھ، ج۱، ص: ۳۹

3 وھبہ الزحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی، ۲۰۱۱ء، ج۵، ص: ۱۹۷

CC BY

4 الکاسانی، علاالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ۱۹۹۳، ج:۲، ص:۸۲۰

5 سحنون، سعید تنوخی، المدونۃ الکبریٰ، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۶ھ، ج:۲، ص:۱۴۵

6 شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ۱۳۹۳ھ، ج:۵، ص:۱۵

7 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج:۷، ص:۳۵

8 الجزیری، عبدالرحمن، الفقہ المذاہب الاربعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء، ج۴، ص:۴۲

9 وھبہ الزحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الاشاعت اردو بازار، کراچی، ۲۰۱۱ء، ج۵، ص:۲۰۹

10 لدھیانوی، محمد یوسف، آپ کے مسائل اور اُن کا حل، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، ۱۹۹۸، ج:۵، ص:۶۱

11 حنیف اللہ، عقد نکاح میں کفات کی حقیقت، برجس، شمارہ نمبر ۲، ج:۲۰۱۸، ۵، ص:۷۲

12 القرآن، النساء، ۴: ۳

13 القرآن، الحجرات، ۴۹: ۱۳

14 القرآن، الفرقان، ۲۵: ۵۴

15 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ الحجرات، دار السلام للشر والتوریع، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث ۳۲۷۰

16 وھبہ الزحیلی، الدکتور، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الاشاعت اردو بازار، کراچی، ۲۰۱۱ء، ج۵، ص:۱۹۷

17 القرآن، النحل، ۱۶: ۷۱

18 القرآن، الزمر، ۳۹: ۹

19 القرآن، البقرۃ، ۲: ۲۴۷

20 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل، دار السلام للشر والتوریع، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث ۱۷۱

21 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الفرائض، باب الولد للفراش، دار السلام للشر والتوریع، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۶۷۵۴

22 خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴ء، ج:۱، ص:۴۶۲

23 عمری، جلال الدین انصر، عورت اسلامی معاشرہ میں، اسلامک پبلیکشنز، لاہور، ۲۰۰۵، ج:۱، ص:۱۷

CC BY

24مفتاحی، محمد شعیب اللہ،اسلام میں عورت کا کردار، جامع اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور،۱۴۱۹ھ،ج:۱،ص:۸

25القرآن،البقرۃ،۲: ۲۲۸

26محمد عفان الحق،خواتین کے معاشی حقوق کاقرآن وحدیث کے تناظر میں ایک جائزہ،احیاالعلوم،شمارہ۱،ج:۲۲،۲۰۲۲،ص:۱۲۸

27طارق عزیز،حقوق نسواں کے بارے میں تعلیمات قرآنی پر مستشرق منٹگمری واٹ اوررابرٹ اسپنسر کی آرا،المیزان،شمارہ۱،ج:۴، ۲۰۲۲،ص:۸۷

28ریحانہ کنول،حقوق نسواں کااسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ،اسلام آباد،اسلامیکس،شمارہ:۱،ج:۳،۲۰۲۲،ص:۱۳

29بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب العلم،باب عظۃالامام النساو تعلیمھن،دارالسلام للنشر والتوریع،۲۰۰۰ء،رقم الحدیث:۹۸

30اعظمی،ظہورالباری، صحیح بخاری،ج:۱،ص:۱۰۸

OPEN ACCESS